

کے سی۔تھامس، پہلے انکم ٹیکس افسر، بمبئی

بنام

وسنت ہیرالال شاہ اور دیگر۔

29 جنوری 1964

بی۔پی۔سنہا سی۔جے، کے۔سبا راؤ، رگھوبر۔دیال، این۔راجاگوپال آئیٹنگر اور جے  
آر۔مدھوکر جسٹسز۔

انکم ٹیکس۔ بچت شدہ آمدنی۔ 8 سال کی میعاد ختم ہونے کے بعد تشخیص کے لئے نوٹس جاری کیا گیا۔  
اگر منظوری کی ضرورت ہو تو۔ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 (11 آف 1922)۔ دفعہ (i)، (ii) 34،  
(3) 34 شقیں جو 1953 کے ایکٹ XXV اور 1956 کے ایکٹ XVII کے ذریعہ ترمیم شدہ ہیں۔

درخواست گزار نے انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ (a) (1) 34 کے تحت 1944-45 کے  
لئے 47,595 روپے کی فرار آمدنی کے سلسلے میں مدعا علیہان کو نوٹس جاری کیا تھا۔ مدعا علیہان کا معاملہ یہ تھا  
کہ انکم ٹیکس افسر نے دفعہ (1) 34 کی شق (3) کے تحت مرکزی بورڈ آف ریونیو کی ضروری منظوری حاصل  
کیے بغیر مدعا علیہان کے خلاف کارروائی کی۔ مدعا علیہان نے ایکٹ کی دفعہ (1) 34 کے تحت جاری نوٹس کو  
ہائی کورٹ میں چیلنج کرتے ہوئے ایک رٹ پٹیشن دائر کی۔ جواب دہندگان ہائی کورٹ کے سامنے کامیاب  
ہوئے۔

منعقد: دفعہ (1) 34 کی شق (3) کے تحت منظوری صرف اس صورت میں ضروری ہے جب مذکورہ  
بالا نوٹس شق کی شق (2) کے تحت جاری کیا گیا ہو۔ واضح طور پر مقننہ کا یہی مطلب تھا جب اس نے کہا تھا کہ  
"کسی بھی صورت میں شق (1) کے تحت آتا ہے"۔ شق (iii) میں استعمال ہونے والے الفاظ "کسی بھی  
صورت میں" سے مراد صرف ایک ایسا معاملہ ہے جس میں شق (ii) کے تحت نوٹس جاری کیا جاسکتا ہے۔ اس  
طرح کا نوٹس تبھی جاری کیا جاسکتا ہے جب فرار شدہ آمدنی ایک لاکھ روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ شق (3) کے  
تحت ایسی منظوری کی ضرورت ہوتی ہے جہاں شق (2) کے تحت نوٹس جاری کیا جاتا ہے اور جب شق (2) کی  
تعمیر پر، فرار شدہ تشخیص کے زمرے کے بارے میں کوئی نوٹس جاری نہیں کیا جاسکتا ہے، تو ممکنہ طور پر سینٹرل

بورڈ آف ریونیو کی منظوری کی ضرورت نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی نوٹس کسی اور شق کی بنیاد پر جاری کیا جاتا ہے جیسے دفعہ 34 کی ذیلی شق (3) کی دوسری شرط، تو یہ کسی بھی دوسرے معاملے میں ایک نوٹس ہوگا جس کا حوالہ دفعہ 34 کی ذیلی دفعہ (1) کی شق (3) میں دیا گیا ہے اور ایسی صورت میں جس منظوری کی ضرورت ہوتی ہے وہ صرف کمشنر کی ہوتی ہے۔ اس معاملے میں اس طرح کی منظوری حاصل کی گئی تھی اور اس لئے نوٹس کو برا نہیں کہا جاسکتا کیونکہ سینٹرل بورڈ آف ریونیو کی منظوری حاصل نہیں کی گئی تھی۔

موجودہ معاملے میں جو آمدنی تخمینے سے بچ گئی ہے وہ ایک لاکھ روپے سے کم ہے اور تخمینہ سال کے بعد آٹھ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے جس کے سلسلے میں آمدنی مبینہ طور پر تخمینے سے بچ گئی ہے۔ لہذا واضح طور پر شق (1) کے تحت کوئی نوٹس جاری نہیں کیا جاسکتا۔

(ii) ہائی کورٹ نے یہ کہتے ہوئے غلطی کی کہ دفعہ (3) 34 کی دوسری شق کی دفعات ایسے معاملے پر لاگو نہیں ہوں گی جہاں فرار کا تخمینہ ایک لاکھ روپے سے کم رقم کا ہو اور آٹھ سال سے زیادہ کا گزر چکا ہو۔ بظاہر ہائی کورٹ نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا ہے کہ دفعہ 34 کی ذیلی شق (3) کی دوسری شق میں پہلے 1953 کے ایکٹ 25 اور پھر 1956 کے ایکٹ 18 کے ذریعے ترمیم کی گئی تھی۔ 1956 کی ترمیم پورے دفعہ (1) 34 کو کنٹرول کرے گی اور اس کے نتیجے میں دفعہ (1) 34 کی پہلی شرط کی شق (2) میں حد و فراہم کی گئی ہیں۔ اگر یہ معاملہ 1953 کے ترمیمی ایکٹ کے تحت چلایا جائے تو بھی اس کا نتیجہ وہی ہوگا، حالانکہ 1956 کے ترمیمی ایکٹ کے ذریعے نہیں۔

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 688 آف 1962۔

1957 کی متفرق درخواست نمبر 202 میں بمبئی ہائی کورٹ کے یکم اپریل 1958 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل کی گئی۔

درخواست گزار کی طرف سے این۔ ڈی۔ کارخانہ اور آر۔ این۔ پتھی۔

جواب دہندگان کے لئے آئی۔ این۔ شروف۔

29 جنوری 1964 عدالت کا فیصلہ اس نے سنایا

مدھو لکر جسٹس: یہ ایک رٹ پٹیشن میں بمبئی ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف ایک رٹ پٹیشن ہے جس میں انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ (1) 34 کے تحت بمبئی کے فرسٹ انکم ٹیکس افسر کی طرف سے جاری نوٹس کو چیلنج کیا گیا ہے۔ رٹ پٹیشن میں مدعا علیہ کی جانب سے اس دلیل کی حمایت میں مختلف بنیادوں پر زور دیا گیا تھا کہ نوٹس قانون کے مطابق غلط ہے۔ حالانکہ، ہائی کورٹ نے ان میں سے صرف ایک دلیل پر

غور کیا، اسے قبول کر لیا، اور مدعا علیہان کے وکیل مسٹر مہتا کو مدعا علیہان کی رٹ پٹیشن میں پیش کیے گئے دیگر اعتراضات کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دی۔

درخواست گزار نے انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ (a) (1) 34 کے تحت مدعا علیہان کو 1944-45 کے لئے 47595 روپے کی بچت شدہ آمدنی کے سلسلے میں نوٹس جاری کیا تھا۔ یہ نوٹس انہوں نے 27 مارچ 1957 کو جاری کیا تھا۔ مدعا علیہان کی طرف سے، یہ دلیل دی جاتی ہے کہ نوٹس خراب تھا، حالانکہ یہ ایک لاکھ روپے سے کم رقم کے سلسلے میں تھا، لیکن یہ میعاد ختم ہونے کے بعد جاری کیا گیا تھا۔ اس نوٹس کو جاری کرنے کے لئے سینٹرل بورڈ آف ریونیو کی منظوری انکم ٹیکس افسر نے حاصل نہیں کی تھی جیسا کہ ایکٹ کی دفعہ (1) 34 کی شق (3) کے تحت ضروری ہے۔ ہمارے سامنے اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ معاملہ دفعہ (a) (1) 34 کے تحت آتا ہے۔ اس شق میں لکھا ہے:

(1) اگر۔

(a) انکم ٹیکس افسر کے پاس اس بات پر یقین کرنے کی وجہ ہے کہ ٹیکس دہندگان کی جانب سے کسی بھی سال کے لئے دفعہ 22 کے تحت اپنی آمدنی کا گوشوارہ جمع کرانے میں ناکامی یا اس سال کے لئے اس کے تخمینے کے لئے ضروری تمام مادی حقائق کو مکمل طور پر اور صحیح معنوں میں ظاہر کرنے میں ناکامی کی وجہ سے، آمدنی، منافع یا انکم ٹیکس کے قابل منافع اس سال کے تخمینے سے بچ گئے ہیں۔ یا بہت کم تشخیص کی گئی ہے، یا بہت کم شرح پر تشخیص کی گئی ہے، یا ایکٹ کے تحت حد سے زیادہ راحت کا موضوع بنایا گیا ہے، یا حد سے زیادہ نقصان یا قدر میں کمی الاؤنس کا حساب لگایا گیا ہے، یا.....

وہ کسی بھی وقت شق (اے) کے تحت آنے والے معاملات میں ہو سکتا ہے ..... ٹیکس دہندہ کی خدمت کریں ..... دفعہ 22 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت نوٹس میں شامل تمام یا کسی بھی ضرورت پر مشتمل ایک نوٹس جو اس طرح کی آمدنی، منافع یا نفع کا جائزہ لینے یا دوبارہ تخمینہ لگانے یا نقصان یا قدر میں کمی الاؤنس کو دوبارہ شمار کرنے کے لئے آگے بڑھ سکتا ہے۔ اور اس ایکٹ کی دفعات، جہاں تک ممکن ہو، اس کے مطابق لاگو ہوں گی جیسے نوٹس اس ذیلی دفعہ کے تحت جاری کیا گیا نوٹس ہو:

ہم نے صرف متعلقہ حصے کا حوالہ دیا ہے۔ اس کے بعد پہلی شق کی پیروی کی جاتی ہے جو اس طرح چلتی ہے:

بشرطیکہ انکم ٹیکس افسر 31 مارچ 1941 کو ختم ہونے والے سال سے پہلے کسی بھی سال کے لئے ذیلی دفعہ (i) (1) کی شق (اے) کے تحت نوٹس جاری نہیں کرے گا۔

(ii) کسی بھی سال کے لئے، اگر اس سال کی میعاد ختم ہونے کے بعد آٹھ سال گزر چکے ہوں، جب تک انکم ٹیکس میں وصول کی جانے والی آمدنی، منافع یا نفع جو تخمینہ سے بچ گئے ہوں یا بہت کم شرح پر تخمینہ لگایا گیا ہو یا اس ایکٹ کے تحت حد سے زیادہ ریلیف کا موضوع نہ بنایا گیا ہو، یا نقصان یا قدر میں کمی کا الاؤنس جس کا زیادہ حساب لگایا گیا ہو، یہ رقم مجموعی طور پر ایک لاکھ روپے یا اس سے زیادہ ہونے کا امکان ہے، یا تو اس سال کے لیے، اور کسی دوسرے سال یا سال کے لیے، جس کے بعد یا اس کے بعد آٹھ سال گزر چکے ہوں، مارچ 1941 کے 31 ویں دن سے پہلے ختم ہونے والا ایک سال یا سال نہیں ہے۔

(iii) کسی بھی سال کے لئے، جب تک کہ اس نے ایسا کرنے کی اپنی وجوہات درج نہ کی ہوں، اور شق (ii) کے تحت آنے والے کسی بھی معاملے میں، جب تک کہ سینٹرل بورڈ آف ریونیو، اور کسی دوسرے معاملے میں، کمشنر، درج کردہ وجوہات پر مطمئن نہ ہو کہ یہ اس طرح کے نوٹس کے اجراء کے لئے مناسب معاملہ ہے:

اس طرح یہ دیکھا جائے گا کہ جہاں انکم ٹیکس افسر کے پاس یہ یقین کرنے کی وجہ ہو کہ ٹیکس دہندہ کے کسی بھی عمل کی وجہ سے ٹیکس دہندہ نے کسی بھی سال تک مکمل اور درست اعلان نہیں کیا تھا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کی آمدنی کا کچھ حصہ اس سال کے لئے تخمینہ سے بچ گیا ہے، انکم ٹیکس افسر کسی بھی وقت شق (اے) کے تحت نوٹس جاری کر سکتا ہے۔

ہائی کورٹ کے سامنے مدعا علیہان کی دلیل یہ تھی کہ نوٹس خراب تھا کیونکہ اس نے دفعہ (1) 34 کی شق میں رکھی گئی دو شرائط کی تعمیل نہیں کی تھی۔ ہائی کورٹ نے اس دلیل کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے:

27 مارچ 1957 کو نافذ ہونے والی اس دفعہ میں ترمیم سے قبل دفعہ (a) 34(1) کے تحت نوٹس جاری کرنے کے سلسلے میں آٹھ سال کی حد اور دفعہ (b) 34(1) کے تحت آنے والے مقدمات کے لئے چار سال کی مدت فراہم کی گئی تھی۔ ترمیم کے ذریعہ حد کی مدت کو ختم کر دیا گیا تھا اور مقننہ نے یہ اہتمام کیا تھا کہ اگر معاملہ دفعہ (a) 34(1) کے تحت آتا ہے تو کسی بھی وقت نوٹس دیا جاسکتا ہے۔ لیکن کسی بھی حد کو ختم کرتے ہوئے، مقننہ نے ٹیکس دہندگان کے لئے کچھ حفاظتی اقدامات فراہم کیے اور یہ حفاظتی اقدامات تعداد میں تین تھے اور انہیں شرط میں مقرر کیا گیا تھا۔ پہلا تحفظ یہ تھا کہ 31 مارچ 1941 کو ختم ہونے والے سال سے پہلے کسی بھی سال کے لئے نوٹس جاری نہیں کیا جائے گا۔ دوسرا تحفظ یہ تھا کہ اگر آٹھ سال گزر چکے ہیں تو ایک لاکھ روپے سے کم کی کمائی کے لئے نوٹس جاری نہیں کیا جانا چاہئے۔ اور تیسرا تحفظ یہ تھا کہ سینٹرل بورڈ آف ریونیو کو ان وجوہات پر مطمئن ہونا تھا کہ یہ نوٹس جاری کرنے کے لئے مناسب معاملہ تھا، جو آٹھ سال

سے زیادہ کی مدت کے لئے تھا۔ اب یہ تسلیم کیا جا رہا ہے کہ یہ نوٹس ایک لاکھ روپے سے بھی کم رقم کے لیے ہے اور ظاہر ہے کہ سینٹرل بورڈ آف ریونیو نے اس معاملے پر بالکل بھی غور نہیں کیا ہے۔ لہذا درخواست گزار کی جانب سے پیش کی گئی دلیل کا کوئی جواب نظر نہیں آتا۔"

ہائی کورٹ کا یہ کہنا درست ہے کہ جہاں تخمینے سے بچنے والی آمدنی ایک لاکھ روپے سے کم ہو اور جہاں تخمینہ سال سے آٹھ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہو، وہاں نوٹس جاری نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم، اس میں ایک استثنیٰ ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ معاملہ دفعہ (3) 34 کی دوسری شرط کے تحت چلایا جائے گا۔ تاہم، اس پہلو پر، ہم تھوڑی دیر بعد آئیں گے۔ لیکن اس سے پہلے ہمیں ہائی کورٹ کے اس نقطہ نظر پر غور کرنا ہوگا کہ سینٹرل بورڈ آف ریونیو کی منظوری بھی ضروری تھی۔ دفعہ (1) 34 کی شق (3) کے تحت نوٹس صرف اسی صورت میں جاری کیا جاسکتا ہے جب سینٹرل بورڈ آف ریونیو انکم ٹیکس افسر کی جانب سے نوٹس جاری کرنے کی وجوہات سے مطمئن ہو۔ سہولت کے لئے ہم اس عمل کو سینٹرل بورڈ آف ریونیو کی منظوری کے طور پر بیان کر رہے ہیں۔ تاہم، اس شق کے تحت منظوری صرف اسی صورت میں ضروری ہے جب مذکورہ بالا نوٹس شق کی شق (2) کے تحت جاری کیا گیا ہو۔ واضح طور پر متفقہ کا یہی مطلب ہے جب وہ یہ کہتی ہے کہ "کسی بھی صورت میں شق (2) کے تحت آتا ہے"۔ اس کے لئے شق (ii) کو شرط کے ابتدائی الفاظ کے ساتھ پڑھنا ہوگا: "بشرطیکہ انکم ٹیکس افسر ذیلی دفعہ (1) کی شق (اے) کے تحت نوٹس جاری نہ کرے"۔ لہذا پڑھنے سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ شق (iii) میں استعمال ہونے والے الفاظ "کسی بھی صورت میں" کا مطلب صرف ایک ایسا معاملہ ہے جس میں شق (ii) کے تحت نوٹس جاری کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کا نوٹس تبھی جاری کیا جاسکتا ہے جب فرار شدہ آمدنی ایک لاکھ روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ حالانکہ شروف نے دلیل دی تھی کہ شق (2) نہ صرف ایک لاکھ روپے اور اس سے زیادہ کے تخمینے سے متعلق ہے بلکہ ایک لاکھ روپے سے کم کے تخمینے سے بھی متعلق ہے اور اس لئے موجودہ معاملے میں بھی سینٹرل بورڈ آف ریونیو کی منظوری کی ضرورت ہے۔ ایک لاکھ روپے سے کم کے تخمینے کے سلسلے میں کارروائی کو خارج کر کے شق (2) کو ایک لحاظ سے اس قسم کے فرار شدہ تخمینوں سے متعلق سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ کہنا غلط ہوگا کہ اس کی وجہ سے شق (3) کے تحت اس سلسلے میں نوٹس جاری کرنے کے لئے سینٹرل بورڈ آف ریونیو کی منظوری حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسا کہ پہلے ہی نشاندہی کی جا چکی ہے، شق (3) کے تحت ایسی منظوری کی ضرورت ہوتی ہے جہاں شق (2) کے تحت نوٹس جاری کیا جاتا ہے اور جب شق (2) کی تعمیر پر، فرار شدہ تشخیصوں کی کلاس کے بارے میں کوئی نوٹس جاری نہیں کیا جاسکتا ہے، تو ممکنہ طور پر سینٹرل بورڈ آف ریونیو کی منظوری کی ضرورت نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی نوٹس

کسی اور شق کی بنیاد پر جاری کیا جاتا ہے جیسے دفعہ 34 کی ذیلی شق (3) کی دوسری شرط، تو یہ کسی بھی دوسرے معاملے میں ایک نوٹس ہوگا جس کا حوالہ دفعہ 34 کی ذیلی دفعہ (1) کی شق (3) میں دیا گیا ہے اور ایسی صورت میں جس منظوری کی ضرورت ہوتی ہے وہ صرف کمشنر کی ہوتی ہے۔ اس معاملے میں اس طرح کی منظوری حاصل کی گئی تھی اور اس لئے نوٹس کو خراب نہیں کہا جاسکتا کیونکہ سینٹرل بورڈ آف ریونیو کی منظوری حاصل نہیں کی گئی ہے۔ اب ہم معاملے کے دوسرے پہلو پر آئیں گے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ انکم ٹیکس افسر کے اختیار پر پہلی شق کی شق (2) کے ذریعے پابندی عائد کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اگر اس سال کی میعاد ختم ہونے کے بعد آٹھ سال گزر چکے ہیں تو ایسا کوئی نوٹس جاری نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ تخمینہ سے بچ جانے والی آمدنی ایک لاکھ روپے تک پہنچنے کا امکان نہ ہو یا یہ تسلیم کیا جائے کہ جو آمدنی تخمینہ سے بچ گئی ہے وہ ایک لاکھ روپے سے کم ہے اور آٹھ سال سے زیادہ ہے۔ تخمینے کے سال کے بعد سے گزر چکا ہے جس کے سلسلے میں آمدنی مبینہ طور پر تخمینے سے بچ گئی ہے۔ واضح طور پر شق (2) کے تحت کوئی نوٹس جاری نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم انکم ٹیکس افسر کی جانب سے دیا گیا جواب یہ ہے کہ دفعہ 34 کی ذیلی شق (3) کی دوسری شرط کے ذریعے حد کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ ہم اس کی دفعہ (3) اور دوسری شرط کا حوالہ دیں گے۔ وہ اس طرح چلتے ہیں:

دفعہ 28 کی ذیلی شق (1) کی شق (سی) کا اطلاق دفعہ 23 کے تحت تشخیص یا از سر نو تشخیص کے حکم کے علاوہ اس دفعہ کی ذیلی دفعہ (1) یا ذیلی دفعہ (1 اے) کی شق (اے) کے تحت آنے والے معاملات میں تشخیص یا دوبارہ تشخیص کا حکم اس سال کے اختتام سے چار سال کی مدت ختم ہونے کے بعد نہیں دیا جائے گا جس میں آمدنی کے منافع یا فوائد کا پہلی بار تخمینہ لگایا گیا تھا:

بشرطیکہ اس دفعہ میں ایسی کوئی چیز شامل نہیں ہے جس کے اندر کوئی کارروائی کی جاسکتی ہے یا کوئی حکم، تخمینہ یا دوبارہ تشخیص کی جاسکتی ہے، اس کا اطلاق دفعہ 27 کے تحت کیے گئے از سر نو جائزے یا دفعہ 31 کے تحت حکم میں شامل کسی بھی نتیجے یا ہدایت کے نتیجے میں یا اس کے نتیجے میں کسی بھی شخص پر کیے گئے جائزے یا دوبارہ تشخیص پر ہوگا۔ دفعہ 33، دفعہ 33 اے، دفعہ 33 بی، دفعہ 66 یا دفعہ 66 اے۔

دفعہ (3) 34 کی دوسری شرط انکم ٹیکس افسر کی مدد کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے کیونکہ نوٹس جاری کرنے میں وہ ایک اعلیٰ انکم ٹیکس اتھارٹی کے حکم میں موجود ہدایت کو نافذ کر رہا تھا۔

اس معاملے سے نمٹنے کے لئے ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے میں درج ذیل مشاہدہ کیا ہے:

اب جب دفعہ (a) (1) 34 کے تحت آٹھ سال کی حد تھی تو دفعہ (3) 34 کی دوسری شرط کا سہارا

لینا ہوگا۔ اگر انکم ٹیکس ڈپارٹمنٹ حد بندی کی مدت کے بعد نوٹس جاری کرنا چاہتا ہے تو اسے دفعہ (3) 34 کا سہارا لینا پڑتا ہے، اور دفعہ (a) 34(1) کے تحت آنے والے معاملے میں آٹھ سال کے بعد نوٹس صرف اسی صورت میں جاری کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ یہ انکم ٹیکس اتھارٹی کے ذریعہ جاری کردہ حکم میں شامل ہدایت کا نتیجہ ہو۔ لیکن حالیہ ترمیم کی وجہ سے حد بندی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ متقنہ نے پہلے ہی نشاندہی کے مطابق کچھ حفاظتی اقدامات فراہم کیے ہیں۔ لہذا، چاہے کوئی نوٹس انکم ٹیکس اتھارٹی کے کسی حکم میں شامل ہدایت کے نتیجے میں جاری کیا گیا ہو یا نہیں، اگر یہ ایک نوٹس ہے جو آٹھ سال سے زیادہ جاری کیا گیا ہے تو نوٹس کو دفعہ 34 (1) کی شرطوں کو پورا کرنا ہوگا۔ لہذا اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض معاملات میں ٹیکس دہندگان کے خلاف قانون کو مزید سخت بنا دیا گیا ہے۔ اور دوسرے معاملات میں اسے مزید نرم بنایا گیا ہے۔ ترمیم سے پہلے کسی بھی فرار شدہ آمدنی کے سلسلے میں آٹھ سال بعد نوٹس جاری کیا جاسکتا تھا، چاہے وہ رقم کچھ بھی ہو، بشرطیکہ نوٹس انکم ٹیکس اتھارٹی کے حکم میں موجود ہدایت کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جاری کیا گیا ہو۔ اب نوٹس جاری کرنے کے لئے کسی ہدایت کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس کے برعکس ایک ٹیکس دہندہ جس کی فرار شدہ آمدنی ایک لاکھ روپے نہیں ہے وہ مکمل طور پر محفوظ ہے اور اگرچہ انکم ٹیکس اتھارٹی کے حکم میں ایک ہدایت موجود ہو سکتی ہے اگر فرار شدہ آمدنی ایک لاکھ روپے سے کم ہے تو ٹیکس دہندگان کے خلاف کوئی نوٹس جاری نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لہذا ایک طرف وہ ٹیکس دہندہ جس کی بچ جانے والی آمدنی ایک لاکھ روپے سے کم ہے، اب اسے ترمیم سے پہلے کے مقابلے میں بہتر حالت میں رکھا گیا ہے۔ جس ٹیکس دہندہ کی فرار شدہ آمدنی ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہے، اسے بدتر حالت میں ڈال دیا جاتا ہے کیونکہ انکم ٹیکس اتھارٹی کے حکم میں شامل ہدایت کے بغیر بھی اس کے خلاف کارروائی کی جاسکتی ہے بشرطیکہ سینٹرل بورڈ آف ریونیو نے نوٹس جاری کرنے کے سوال پر اپنا ذہن لگا دیا ہو۔"

ایسا لگتا ہے کہ ہائی کورٹ کی رائے یہ تھی کہ دفعہ (3) 34 کی دوسری شق کی دفعات کا اطلاق ایسے معاملے پر نہیں ہوگا جہاں فرار کا تخمینہ ایک لاکھ روپے سے کم رقم کا ہو اور آٹھ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہو۔ بظاہر ہائی کورٹ نے اس حقیقت پر نظر ثانی کی ہے کہ دفعہ 34 کی ذیلی شق (3) میں پہلے 1953 کے ایکٹ 25 کے ذریعے ترمیم کی گئی تھی اور پھر 1956 کے ایکٹ 18 میں ترمیم کی گئی تھی۔ جیسا کہ ان ترمیم سے پہلے کھڑا تھا اسے اس طرح پڑھا گیا۔

بشرطیکہ اس ذیلی دفعہ میں شامل کچھ بھی دفعہ 27 کے تحت یا دفعہ 31، دفعہ 33، دفعہ 33 اے، دفعہ 33 بی، دفعہ 66 یا دفعہ 66 اے کے تحت کیے گئے حکم کی تعمیل میں دوبارہ تشخیص پر لاگو نہیں ہوگا۔

1953ء کی ترمیم کے ذریعے، الفاظ کے لئے "ذیلی دفعہ" الفاظ "دفعہ کو اس وقت کو محدود کیا گیا تھا جس کے اندر کوئی کارروائی کی جاسکتی ہے یا کوئی حکم، تشخیص یا دوبارہ جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ 1956 کی ترمیم کے ذریعے اب یہ اس طرح کھڑا ہے جیسا کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں۔ اگر اس کی موجودہ شکل میں شق کا اطلاق یہاں ہوتا ہے تو یہ پوری دفعہ (1) 34 پر حکمرانی کرے گا اور اس کے نتیجے میں ایک فرار شدہ تشخیص بھی شامل ہوگی جس کے بارے میں دفعہ (1) 34 کی پہلی شرط کی شق (2) میں حد فراہم کی گئی ہے۔ ہماری رائے میں اس کا نتیجہ وہی ہوگا، بھلے ہی یہ معاملہ 1953 کے ترمیمی ایکٹ کے تحت چلایا جائے، حالانکہ 1956 کے ترمیمی ایکٹ کے ذریعے نہیں۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ 1953 کی ترمیم یکم اپریل 1953 سے نافذ العمل ہوئی اور 1956 کی ترمیم یکم اپریل 1956 سے نافذ العمل ہوئی۔

دفعہ (1) 34 میں کی گئی تبدیلیوں کے اثرات کے بارے میں فاضل ججوں کے نقطہ نظر کے علاوہ جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں وہ درست نہیں ہے۔ انہوں نے قانون کی دفعہ (3) 34 کی دوسری شق پر فیصلہ کی تعمیر کے حق میں پیش کیے جانے پر مزید غور نہیں کیا، جس پر مدعا علیہان کو دیے گئے نوٹس کی صداقت کا فیصلہ کیا جانا چاہیے۔

جیسا کہ ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ فیصلے کے آغاز میں فاضل ججوں نے عملی طور پر اپنی توجہ صرف دفعہ (1) 34 کی تشکیل تک محدود کر دی جس کا فیصلہ مدعا علیہان کے حق میں کیا گیا اور انہیں ان کی طرف سے اٹھائے گئے دیگر نکات پر بحث کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ہم ان دیگر نکات پر فیصلہ کرنے کی تجویز نہیں رکھتے ہیں، خاص طور پر اس وجہ سے کہ فریقین اس بات پر متفق نہیں ہیں کہ دلیل کے لئے اٹھائے گئے اعتراضات کیا تھے۔

مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر ہائی کورٹ کا فیصلہ واضح طور پر غلط ہے۔ لہذا ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں، ہائی کورٹ کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور دیگر نکات پر غور و خوض کے لیے اس معاملے کو اس کے پاس بھیجتے ہیں جو مدعا علیہان کی جانب سے اس کے سامنے اٹھائے گئے تھے لیکن جن پر ان کی شنوائی نہیں ہوئی۔ جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ انہیں ہائی کورٹ میں اپیل کے نتائج پر عمل کرنا چاہیے۔

اپیل منظور کر لی گئی اور مقدمہ واپس ہوا۔